عدالتی بیان

حضرت شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج سے بیس اکیس سال قبل حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال نامہ کے جواب میں مشہور فرقوں کے عقائد پر نہایت غیر جانبدارانہ مگر مدلل اور دل نشین پیرایہ میں ایک تحریر سپرد قلم کی تھی جو ماہنامہ ''بینات'' رجب شعبان ۱۳۹۹ھ میں اشاعت خاص کی صورت میں شائع ہوئی، اس تحریر کو اندرون وبیرون ملک تمام مسلمانوں نے بے حد پسند کیا، خصوصاً اہل حق اکابر علمأ دیوبند نے اسکی بے حد تحسین فرمائی۔ اسکوبعد میں ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' کے نام سے الگ کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ جس کے بحمد اللہ لاکھوں نسخے پوری دنیا میں تقسیم ہو چکے ہیں، اس مقالہ کا ایک حصہ شیعہ فرقہ کے بنیادی عقائد سے متعلق تھا۔ جو ماہنامہ ''الرشید'' لاہور بابت محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا تو شیعہ حضرات نے مضمون نگار حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ مضمون نگار نے اس مضمون میں ہماری طرف غلط عقائد منسوب کر کے ہماری دل آزاری کی ہے نیز یہ کہ اس مضمون میں درج عقائد ہمارے عقائد نہیں ہیں، لہذا مضمون نگار کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے اور ماہنامہ ''الرشید'' کا محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کا شمارہ ضبط کیا جائے، اس موقع پر حضرت شہیدؒ نے عدالت میں جواب دعویٰ کے طور پر جو مقالہ داخل کیا وہ تاحال غیر مطبوعہ تھا، مناسب

معلوم ہوا کہ اسے افادہ عام کی غرض سے شائع کر دیا جائے۔ (سعید احمد جلال پوری)

جناب عالی گزارش ہے کہ :

۱ :..... ماہنامہ "الرشید" جلد ۸ شمارہ ۱ بابت محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۹ء میں میرا جو مضمون شائع ہوا ہے وہ میرے ایک طویل خط کا ایک حصہ ہے، یہ خط کتابی شکل میں "اختلاف امت اور صراط مستقیم" کے نام سے ماہنامہ "بینات" کراچی بابت رجب، شعبان ۱۳۹۹ھ مطابق جون، جولائی ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا تھا۔

۲ :..... میرا یہ خط ایک سائل کے جواب میں تھا، جس نے یہ لکھا تھا کہ ہم چند آدمی دبئی میں رہتے ہیں، ہم آپس میں رشتہ دار ہیں مگر ہمارے درمیان مذہبی اختلاف ہے، اکثر بحث و مباحثہ کی نوبت آجاتی ہے۔ اب ہم نے متفقہ طور پر آپ سے (راقم الحروف سے) رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ کتاب و سنت کی روشنی میں جو کچھ لکھیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

۳ :..... چونکہ ان حضرات نے اپنے اختلاف کے تصفیہ کے لئے مجھے حکم تسلیم کیا تھا، اور میرے فیصلے پر اعتماد کا اظہار کیا تھا، اس لئے میرا فرض تھا کہ میں اپنے علم کے مطابق کتاب و سنت کی روشنی میں جس چیز کو حق سمجھتا ہوں اسکی طرف ان حضرات کی راہنمائی کروں اور جن مسائل میں ان کے درمیان اختلاف رائے ہے ان کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر صاف صاف بیان کر دوں۔ میری تحریر کو پڑھنے کے بعد ان کو اختیار ہے کہ اسے قبول کریں یا نہ کریں....

۴ :..... مذکورہ بالا گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ میری یہ کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پیدا کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، تاکہ مسلمانوں کے سامنے صحیح راہ واضح ہو جائے اور وہ غور و فکر کے بعد اس پر متفق ہو سکیں۔

۵ :..... سائلان کی جانب سے مجھ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ میں نے شیعہ عقائد و نظریات صحیح نہیں لکھے، اور انہوں نے مجھے چیلنج کیا ہے کہ میں ان الزامات کو ثابت کرنے کے لئے شیعہ کتب عدالت میں پیش کروں، میں سائلان کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے ان مسائل کی عدالتی تحقیقات کے لئے استغاثہ کیا، اور عدالت میں شیعہ کتابیں پیش کرنے کا

مطالبہ فرمایاہے، میں امید کرتا ہوں کہ اس عدالتی تحقیقات سے شیعہ، سنی اختلافات کے مٹانے میں مدد ملے گی اور فریقین میں سے جو شخص غلطی پر ثابت ہو اسے اپنی غلطی کی اصلاح کا موقع ملے گا-

۶ : ...... میں سائلان کے چیلنج کو بخوشی قبول کرتا ہوں، اور سائلان نے میرے مضمون کی جن عبارتوں کو نشان زد کیاہے ان کا ثبوت شیعہ لڑیچر سے پیش کرتا ہوں-

۷ : .... میں نے لکھا تھا کہ :

"نظریاتی اختلاف کی ابتدا پہلی بار سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی، اور یہی شیعہ مذہب کا نقطۂ آغاز ہے-"

فاضل سائلان نے میرے اس فقرہ کو تاریخ اور شیعہ عقائد کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھاہے کہ :

"تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب مسلمانوں نے جن کی قیادت محمد بن ابوبکر کررہے تھے..."

اس تنقید میں سائلان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اختلافات کا ظہور ان لوگوں سے ہوا جنہوں نے محمد بن ابی بکرؓ کی قیادت میں خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا- اور انہیں شہید کردیا- جو حضرات شیعہ لڑیچر سے واقف ہیں انہیں علم ہے کہ محمد بن ابوبکر شیعہ تھے، چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب رجال کشی میں ان کا شمار شیعان علیؓ میں کیاہے- شیعہ مذہب کے ایک بڑے عالم قاضی نوراللہ شوستری (متوفی ۱۰۱۹ھ) اپنی کتاب "مجالس المؤمنین" ص ۲۷۷، مطبوعہ ایران ۱۳۷۵ھ، میں لکھتے ہیں :

> "محمد بن ابی بکر بن ابی قحافة التمیمی القرشی: مادراو اسماء بنت عمیس است که دراصل زوجۂ حمزه بن عبدالمطلب بود، چون حمزه شهید شد ابوبکر اورا بعقد خوددر آورد– ومحمد در سال حجة الوداع ازو در وجود آمد– وچون ابوبکر بمرد حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام اورا عقد نمود– ومحمد ربیب وپروردۂ آنحضرت بود، وشیخ ابوعمر، وکشی روایت نمود که درمجلس

شریف حضرت امام جعفر صادق علیه السلام ذکرمحمد بن ابی بکر میگذشت،آنحضرت براو صلوات ورحمت میفرستاد– وایضاً از حضرت محمد باقر علیه السلام روایت نموده که محمد بن ابی بکر باحضرت امیر المؤمنین علیه السلام بربرأت ازشیخین بیعت نمود"–

جب قاتلین عثمانؓ کے قائد محمد بن ابی بکر شیعہ تھے تو اس سے واضح ہوا کہ اختلافات کا ظہور حضرت عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں ہوا، اور اسی سے شیعہ مذہب کا ظہور شروع ہوا۔

۸ :..... میں نے لکھا تھا کہ : " شیعہ عقائد و نظریات کے بانی یہودی الاصل منافق تھے (عبداللہ بن سبا اور اس کے رفقاً)"۔چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "رجال کشی میں" عبداللہ بن سبا کو شیعان علی میں ذکر کرتے ہوئے مصنف نے اس کے غالیانہ عقائد بڑی تفصیل سے لکھے ہیں اور اس بحث کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے :

" وذکربعض اهل العلم ان عبدالله بن سبا کان یهودیاً فاسلم، ووالی علیا علیه السلام، وکان یقول وهو علی یهودیته فی یوشع بن نون وصی موسیٰ بالغلو، فقال فی اسلامه بعد وفات رسول الله صلی الله علیه وآله فی علی علیه السلام مثل ذالک، وکان اول من اشهر القول بفرض امامة علی، واظهر البراء ة من اعدائه، وکاشف مخالفیه وکفرهم، فمن هنا قال من خالف الشیعة ان اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیهودیة "۔ (ص ۱۰۱)

۹ :..... میں نے شیعہ حضرات کے نظریہ امامت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ جو حیثیت عام مسلمانوں کے نزدیک ایک صاحب شریعت نبی کی ہے شیعہ حضرات کے نزدیک وہی حیثیت "امام" کی ہے، وہ بھی مبعوث من اللہ ہوتے ہیں، وہ بھی معصوم عن الخطا ہیں، ان کی اطاعت بھی

غیر مشروط طور پر فرض ہے- ان پر وحی بھی ہوتی ہے، اور وہ قرآن کریم کے احکام کو منسوخ یا معطل کرنے کا اختیار بھی رکھتے ہیں- ہمارے سائلان نے اس سے بھی انکار کیا ہے- حالانکہ اگر شیعہ مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور مقام امامت کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ نبی اور امام میں صرف نام کا اصطلاحی فرق ہے، ورنہ دونوں کے مرتبہ و مقام میں واقعتاً کوئی فرق نہیں، میں بنظرِ اختصار شیعہ مذہب کی دو کتابوں "اصول کافی" اور "ترجمہ مقبول" سے صفات ائمہ کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں- اس سے مرتبہ امامت کا اندازہ کیا جاسکے گا:

۱:...."اماموں کے بغیر اللہ کی حجت مخلوق پر قائم نہیں ہوتی-"

(اصول کافی ص ۱۷۷- ج ۱ کتاب الحجۃ)

۲:...."اماموں کی اطاعت فرض ہے-" (ایضاً ص ۱۸۵- ج ۱)

۳:...."امام اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ کے گواہ ہیں-"

(ایضاً ص ۱۹۰)

۴:...."امام ہی ہدایت کنندہ ہیں-" (ایضاً ص ۱۹۱)

۵:...."امام، اللہ کے ولی الامر اور اس کے علم کے خازن ہیں-"

(ایضاً ص ۱۹۲)

۶:...."امام زمین پر اللہ کے خلیفے اور اللہ کے دروازے ہیں جن سے آیا جاتا ہے-" (ایضاً ص ۱۹۳)

۷:...."امام اللہ تعالیٰ کا نور ہیں-" (ایضاً ص ۱۹۴)

۸:...."زمین صرف اماموں کے وجود سے قائم ہے-"

(ایضاً ص ۱۹۶).

۹:...."امت کے اعمال نبی کریم ﷺ پر اور اماموں پر پیش ہوتے ہیں-" (ایضاً ص ۲۱۹)

۱۰:....."امام، معدن علم، شجرۂ نبوت ہیں اوران کے پاس فرشتوں کی آمدورفت ہوتی ہے۔" (ایضاً ص ۲۲۱)

۱۱:....."اماموں کو آنحضرت ﷺ کا اور پہلے کے تمام انبیاً واصفیاً کا علم حاصل ہے۔" (ایضاً ص ۲۲۳)

۱۲:....."قرآن صرف اماموں نے پورا حاصل کیا ہے، اور وہی اس کا پورا علم جانتے ہیں۔" (ایضاً ص ۲۲۸)

۱۳:....."اما ں کو اسم اعظم حاصل ہوتا ہے۔" (ایضاً ص ۲۳۰)

۱۴:....."انبیاء علیہم السلام کی آیات اماموں کے پاس ہوتی ہیں۔" (ایضاً ص ۲۳۱)

۱۵:....."امام ان تمام علوم کو جانتے ہیں جو فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کی طرف نکلے ہیں۔" (ایضاً ص ۲۵۵)

۱۶:....."امام جب بھی کسی چیز کو جاننا چاہیں جان لیتے ہیں۔"
(ایضاً ص ۲۵۸)

۱۷:....."امام اپنی موت کا وقت جانتے ہیں اور موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔" (ایضاً ص ۲۵۸)

۱۸:....."امام ماکان ومایکون کو جانتے ہیں اوران پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہوتی۔" (ایضاً ص ۲۶۰)

۱۹:....."اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضورؐ کو سکھایا حضرت علیؓ کو اس کے سکھانے کا حکم دیا۔ اور حضرت علیؓ علم میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔" (ایضاً ص ۲۶۳)

۲۰:....."دین کے اختیارات اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اور اماموں کو دے رکھے ہیں۔" (ایضاً ص ۲۶۵)

۲۱:....."ایک روح جو جبریل ومیکائیل سے بھی عظیم تر ہے۔ اور جو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی وہ ہمیشہ

اماموں کے ساتھ رہتی ہے اور ان کو خبریں دیتی اور سیدھا رکھتی ہے-"

(ایضاً ص ۲۷۳)

۲۳ :..... "امامت خدا کی طرف سے ایک عہد ہے جو ہر امام کے بعد آنے والے امام کے لئے کیا جاتا ہے-" (ایضاً ص ۲۷۷)

۲۴ :..... "امام جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد اور حکم سے کرتے ہیں-اس سے تجاوز نہیں کرتے-" (ایضاً ص ۲۷۹)

۲۵ :..... "فرشتے اماموں کے پاس آتے ہیں اور خبریں لاتے ہیں-" (ایضاً ص ۳۹۳)

۲۶ :..... "اماموں کا حکم جب ظاہر ہو جائے تو بغیر گواہی کے فیصلے کرتے ہیں-" (ایضاً ص ۳۹۷)

۲۷ :..... "جو بات امام سے ملے وہ حق ہے اور اس کے ماسوا سب باطل ہے-" (ایضاً ص ۳۹۸)

۲۸ :..... "اماموں کی بات کا سمجھنا بہت مشکل ہے-"

(ایضاً ص ۳۹۹)

۲۹ :..... "ساری زمین اماموں کی ہے- جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں-" (ایضاً ص ۴۰۱)

۳۰ :..... "بنی اسرائیل سے اماموں کے بارے میں عہد لیا گیا- (ترجمہ مقبول ص ۱۴)

۳۱ :..... "حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اماموں کے طفیل قبول ہوئی-" (ایضاً ص ۲۶)

۳۲ :..... "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اماموں کی بزرگی تسلیم کی تو ان کو امامت ملی-" (ایضاً ص ۲۶)

۳۳ :..... "امام ہی امت وسط ہیں وہی زمین پر حجت ہیں، وہی حلال و حرام سے واقف ہیں-" (ایضاً ص ۴۱)

۳۴ :.... "صرف امام ہی انسان ہیں- ان کے شیعہ صورت انسان ہیں-باقی سب سناس (لنگور) ہیں-" (ایضاً ص ۱۷۱)

۳۵ :.... "خدا کی سب سے بڑی نعمت جو مخلوق کو ملی وہ اماموں کی امامت وولایت ہے-" (ایضاً ص ۳۱۵)

۳۶ :.... "علیؓ اور اولاد علیؓ کے لئے مسجد نبوی میں عورتوں سے مقاربت حلال ہے-" (ایضاً ص ۴۳۴)

۳۷ :.... "حضرت نوح علیہ السلام کو اماموں کے طفیل غرق ہونے سے نجات ملی-" (ایضاً ص ۴۵۰)

۳۸ :.... "جس نبی نے کچھ ورثہ چھوڑا وہ سب محمدؐ وآل محمدؐ کو مل گیا-" (ایضاً ص ۴۹۰)

۳۹ :.... "حضورؐ تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں ان کے بعد علیؓ کا درجہ ہے، پھر اماموں کا-" (ایضاً ص ۵۷۲)

۴۰ :.... "حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اماموں کے طفیل خوف سے امن ملا-" (ترجمہ مقبول ص ۶۲۸)

۴۱ :.... "اماموں کی اطاعت رسولؐ کی طرح واجب ہے اور وہ معجزے دکھلانے پر قادر ہیں-" (ایضاً ص ۷۷۹)

۴۲ :.... "امام شفاعت بالاذن سے مستثنی ہیں-" (ایضاً ص ۷۸۹)

۴۳ :.... "روزانہ ستر ہزار فرشتے اماموں کی زیارت کو آتے ہیں-" (ایضاً ص ۸۶۷)

۴۴ :.... "حضورؐ صرف حضرت علیؓ کی عظمت اور شان جتلانے کے لئے آئے تھے-" (ایضاً ص ۸۷۱)

۴۵ :.... "امام، عالم نور میں عرش کے گرد صف باندھ کر تسبیح کیا کرتے تھے، پس فرشتوں نے اماموں کی تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھی-"

(ایضا ص ۹۰۲)

۴۶ :..... "اماموں کی بزرگی تسلیم کرنے پر نبی اولوالعزم انبیاء بنے۔" (ایضا ص ۱۰۰۹)

۴۷ :..... "لیلۃ القدر میں روح القدس اور کل فرشتے اماموں پر نازل ہوتے ہیں اور جو جو کچھ وہ لکھ چکے ہیں وہ سب ان حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔" (ایضا ص ۱۱۹۵)

۴۸ :..... "حضرت آدم علیہ السلام نے اماموں کا نہ اقرار کیا نہ انکار اس لئے وہ اولوالعزم نہ ہوئے۔" (ایضا ص ۶۳۷)

۴۹ :..... "خدا تعالیٰ نے اماموں کی ولایت پانیوں پر پیش کی جس نے قبول کرلی وہ میٹھا ہو گیا۔ جس نے نہیں کی وہ کڑوا ہو گیا۔" (ایضا ص ۷۲۵)

۵۰ :..... "حضورؐ بھی رجعت فرمائینگے۔ حضرت علی بھی اور ائمہ معصومین بھی۔" (ص ۷۸۸)

ان پچاس صفات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرات شیعہ کے نزدیک ائمہ معصومین کا مرتبہ کیا ہے؟ ان کو اگر کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے تو ظاہر ہے کہ بغیر اطلاع خداوندی کے نہیں ہو سکتا۔ اور اطلاع خداوندی کا نام وحی ہے۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد النبی ﷺ میں ہے:

"عن محمد بن سنان قال كنت عندابى جعفر الثانى عليه السلام، فاجريت اختلاف الشيعة، فقال يامحمد: ان الله تعالىٰ لم يزل متفردا بوحدانيته ثم خلق محمدا و عليا وفاطمة فمكثوا الف دهر ثم خلق جميع الاشياء، فاشهدهم خلقها واجرىٰ طاعتهم عليها، وفوض امورها اليهم، فهم يحلون مايشاؤون ويحرمون مايشاؤون- ولن يشاؤوا الا ان يشاء الله تبارك وتعالىٰ"۔ (ص ۴۴۱ ج ۱)

ترجمہ: "محمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر ثانی حضرت محمد تقی

کے پاس بیٹھا تھا کہ میں نے شیعوں کے اختلاف کا ذکر چھیڑ دیا، آپ نے فرمایا: اے محمد! اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدانیت میں اکیلے تھے، پس محمد، علی اور فاطمہ کو پیدا کیا، پس وہ ہزار زمانہ ٹھہرے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں پیدا فرمائیں، اور ان حضرات کو سب کی تخلیق پر گواہ بنایا، پھر ساری مخلوقات پر ان کی اطاعت کا حکم جاری فرمایا- اور کائنات کے امور ان کے سپرد فرمائے- پس وہ جس چیز کو چاہیں حلال کردیں، اور جس چیز کو چاہیں حرام کردیں، اور وہ نہیں چاہتے، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کائنات کے سارے امور اماموں کے سپرد ہیں اور انہیں تحلیل و تحریم کے اختیارات بھی حاصل ہیں، مگر یہ اختیارات، مشیت الٰہی کے تابع ہیں، حق تعالیٰ شانہ انہیں اپنی مشیت سے آگاہ فرمائیں گے تب وہ کسی چیز کو حلال یا حرام کرسکتے ہیں اور یہ آگاہی وحی کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے عقیدۂ امامت بغیر عقیدۂ وحی کے ممکن نہیں-

۱۰:..... میں نے لکھا تھا کہ شیعہ مذہب کا نظریۂ امامت فطری طور پر غلط تھا، یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہ اٹھاسکا، بلکہ اس نے اماموں کا سلسلہ بارہویں امام پر ختم کرکے اسے ۲۶۰ھ میں کسی نامعلوم غار میں ہمیشہ کے لئے غائب کردیا- آج ان کو ساڑھے گیارہ صدیاں گزرتی ہیں مگر کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ بارہویں امام کہاں ہیں؟ اور کس حالت میں ہیں؟"-

سائلان نے اس پر صرف اتنی تنقید کافی سمجھی ہے کہ "یہ تحریر کرکے واضح منافرت کا ارتکاب کیا ہے"- حالانکہ میں نے اسکی جو عقلی دلیل بیان کی تھی اگر اس پر بہ نظر انصاف غور فرمایا جاتا تو معلوم ہوسکتا تھا کہ اس فقرہ میں کسی منافرت کا ارتکاب نہیں کیا گیا، بلکہ عقیدہ امامت کو عقل و نقل کی کسوٹی پر جانچنے کی مخلصانہ کوشش کی گئی ہے، اگر میرے استدلال میں کوئی سقم تھا تو فاضل مدعیان اسکی نشاندہی فرماسکتے تھے-

۱۱:..... میں نے لکھا تھا کہ "شیعہ مذہب جن اکابر کو امام معصوم کہتا ہے انہوں نے نہ کبھی امامت کا دعویٰ کیا- نہ مخلوق خدا کو اپنی اطاعت کی عام دعوت دی، بلکہ وہ سب کے سب اہل سنت کے اکابر اور مسلمانوں کی آنکھوں کا نور تھے- ان کا دین و مذہب، ان کا طور و طریق اور ان کی

عبادت کبھی شیعوں کے اصول و عقائد کے مطابق نہیں ہوئی، بلکہ وہ سب صحابہؓ و تابعینؒ کے طریقہ پر تھے، وہی دین جو آنحضرت ﷺ چھوڑ کر گئے تھے اور جس پر ساری دنیا کے مسلمان عمل پیرا تھے، یہ اکابر بھی ساری دنیا کے سامنے اسی پر عمل کرتے تھے"۔

فاضل سائلان کو میرے اس فقرے سے بھی ناگواری ہوئی ہے۔حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مہاجرین وانصار کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ان کے ساتھ معاشرتی تعلق رکھتے تھے، اورانہوں نے حضرات خلفائے ثلثہ کے مقابلہ میں کبھی خلافت وامامت کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ تمام امور میں ان کے مشیر ووزیر رہے۔حضرت سبط اکبر امام حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ کس کو معلوم نہیں کہ انہوں نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی تھی۔بعد کے تمام اکابر بھی عام مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔کبھی کسی نے نہ خلافت وامامت کا دعویٰ کیا، نہ لوگوں کو برملا دعوت دی، مجھے حیرت ہے کہ اتحاد واتفاق کا جو نقشہ ان بزرگوں نے پیش کیا آج ہمارے شیعہ بھائیوں کو اس کا ذکر بھی ناگوار ہے۔

۱۲:.....میرے محترم دوستوں کو اس بات سے بھی ناگواری ہوئی ہے کہ شیعوں کا ایمان موجودہ قرآن حکیم پر نہیں، اور یہ کہ "اصلی تے وڈا قرآن بارہویں امام کے ساتھ کسی نامعلوم غار میں دفن ہے۔" میں محترم سائلان سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں نے ان پر یہ کوئی ناجائز الزام نہیں لگایا، بلکہ ان کی معتبر اور مستند کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اسی کی ترجمانی کی ہے۔اس سلسلہ میں بطور نمونہ دوچار شہادتیں پیش کردینا کافی سمجھتا ہوں:

(۱).....اصول کافی کتاب فضل القرآن ج۲ص ۶۳۳ میں سالم بن مسلمہ سے روایت ہے:

" قرأ رجل على ابى عبدالله عليه السلام وانااستمع حروفا من القرآن ليس على مايقرأها الناس—فقال ابوعبدالله :كف عن هذه القرأة، اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم، فاذا قام القائم قرأ كتاب الله عزوجل على حده، واخرج المصحف الذى كتبه عليّ عليه السلام— وقال اخرجه عليّ عليه السلام الى الناس حين فرغ منه— فقال لهم هذا كتاب الله عزوجل كما انزله (الله) على محمد صلى الله

عليه وآله، وقد جمعته من اللوحين، فقالوا هوذا عندنا مصحف جامع فيه القرآن لاحاجة لنافيه، فقال:اما والله ماترونه بعد يومكم هذا ابدا، انما كان عليّ ان اخبركم حين جمعته لتقرؤوه"—

ترجمہ :.... "سالم بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؒ کے سامنے قرآن کریم کے چند حروف عام مسلمانوں کے خلاف پڑھے، آپ نے فرمایا کہ : اس قرأت سے باز رہو، اسی طرح پڑھو جس طرح عام مسلمان پڑھتے ہیں، یہانتک کہ امام مہدی ظاہر ہوں، وہ جب ظاہر ہوں گے تو کتاب اللہ کو ٹھیک اسکی حد کے مطابق پڑھیں گے، اوروہ مصحف نکالیں گے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا- حضرت علیؓ جب اس کو لکھ کر فارغ ہوئے تھے تو اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے جیسی کہ محمد ﷺ پر نازل کی گئی تھی- میں نے اس کو لوحین سے جمع کیا ہے، لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس مصحف موجود ہے جس میں قرآن کریم جمع ہے، ہمیں آپ کے مصحف کی ضرورت نہیں، آپ نے فرمایا، سنو :اللہ کی قسم تم اس کو آج کے بعد کبھی نہ دیکھو گے، یہ میرا فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کیا تو تم کو اسکی خبر دیتا، تاکہ تم اسے پڑھتے-"

(۲).... اصول کافی کتاب فضل القرآن ج ۲، ص ۶۳۴ میں روایت ہے :

"عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله عليه السلام قال: ان القرآن الذی جاء به جبرئيل عليه السلام الی محمد صلی الله عليه وآله سبعة عشر الف آية—"

ترجمہ :.... "ہشام بن سالم امام جعفر صادق کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو قرآن جبرئیل علیہ السلام، محمد ﷺ کی طرف لائے تھے اسکی سترہ ہزار آیتیں تھیں-"

(۳).... شیعہ مذہب کے ایک بہت بڑے عالم و مجدد ملا باقر مجلسی اس حدیث کی

شرح میں لکھتے ہیں :

"ولایخفی ان هذا الخبر وکثیر من الاخبار الصحیحة صریحة فی نقص القرآن وتغییره، وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنیً، وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتماد رأساً، بل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لایقصر عن اخبار الامامة، فکیف یثبتونها بالخبر–" (مرآۃ العقول جلد ۲ص ۵۳۶ مطبوعہ اصفہان)

ترجمہ : "اور مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور بہت سی احادیث صحیح قرآن میں کمی اور تغیر و تبدل ہونے میں صریح ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کی احادیث معنی متواتر ہیں، ان تمام کو چھوڑ دینا سرے سے احادیث پر اعتماد ہی کو ختم کر دیتا ہے، بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ تحریف قرآن کی احادیث، مسئلہ امامت کی احادیث سے کسی طرح کم نہیں، اب اگر روایات تحریف پر اعتماد نہ کیا جائے تو احادیث سے مسئلہ امامت کیسے ثابت ہوگا؟"

(۴)....احتجاج طبرسی (مؤلفہ شیخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی) شیعہ مذہب کی مشہور کتاب ہے، اس میں لکھتے ہیں :

"ان علیا جاء نا بالقرآن وفیه فضائح المهاجرین والانصار وقد رائینا ان نؤلف القرآن و نسقط منه ماکان فیه فضیحة وهتك للمهاجرین والانصار فاجابه زید–" (ص ۷۸)

ترجمہ : "(حضرت عمرؓ نے کہا کہ) حضرت علیؓ ہمارے پاس قرآن لائے تھے اور اس میں مہاجرین وانصار کے عیوب تھے، ہماری رائے ہے کہ ہم قرآن جمع کریں اور ان عیوب کو ساقط کر دیں جو علیؓ کے قرآن میں ہیں، زید نے اس کو منظور کر لیا۔"

(۵)....شیعہ مذہب کی مشہور تفسیر "الصافی" کے مقدمہ سادسہ کا عنوان ہے 'چند روایات جو جمع قرآن اور اسکی تحریف اور اسکی کمی بیشی کے بارے میں وارد ہیں اور اسکی

تاویل۔"اس میں مصنف تحریف قرآن کی بہت سی روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"اقول :المستفاد من جميع هذه الاخبار وغيرها من الروايات من طريق اهل البيت عليهم السلام ان القرآن الذى بين اظهرنا ليس بتمامه كما انزل على محمدصلى الله عليه وآله- بل منه ماهو خلاف ما انزل الله- ومنه ماهومغير محرف، وانه قدحذف عنه اشياء كثيرة"- (ص ٣٢-ج١)

ترجمہ :" میں کہتا ہوں کہ ان تمام احادیث سے اور اس قسم کی اور روایات سے، جو اہل بیت سے مروی ہیں، جو چیز حاصل ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ موجودہ قرآن پورا پورا وہ قرآن نہیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ اس کا کچھ حصہ ماانزل اللہ کے خلاف ہے، اور کچھ محرف و مبدل ہے، اور اس میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئی ہیں۔"

(٦)....آگے چل کر لکھتے ہیں :

"واما اعتقاد مشائخنا فى ذالك، فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن يعقوب الكلينى طاب ثراه انه كان يعتقد التحريف والنقصان فى القرآن، لأنه كان روى روايات فى هذا المعنى فى كتابه الكافى ولم يتعرض لقدح فيها- مع انه ذكر فى اول الكتاب انه كان يثق بمارواه فيه، وكك استاذه على بن ابراهيم القمى، فان تفسيره مملؤمنه، وله غلوفيه، وكك الشيخ احمد بن ابى طالب الطبرسى، فانه ايضاً نسج على منوالهما فى كتاب الاحتجاج- واما الشيخ ابوعلى الطبرسى فانه قال فى مجمع البيان- اما الزيادة فيه فمجمع على بطلانه- واما النقصان فيه فقدروى جماعة من اصحابنا وقوم من الحشوية العامة ان فى القرآن تغييراً ونقصاناً-والصحيح من مذهب اصحابنا خلاف هوالذى نصره المرتضى واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء"

(ص ٣٤ ج ٢)

ترجمہ: ”رہا ہمارے مشائخ کا عقیدہ؟ تو ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تحریف و تبدیل قرآن کا عقیدہ رکھتے تھے، کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں اس مضمون کی بہت سی روایات نقل کی ہیں اور ان میں کوئی جرح نہیں کی، جبکہ وہ آغاز کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ وہ اس کتاب کی روایات پر اعتماد کرتے ہیں، اسی طرح کلینی کے استاذ علی بن ابراہیم قمی بھی تحریف کا عقیدہ رکھتے تھے، چنانچہ ان کی تفسیر اس سے بھری پڑی ہے اور انہیں اس بارے میں غلو ہے، اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی بھی تحریف کا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ کتاب احتجاج میں اسی طرز پر چلے ہیں، لیکن شیخ ابو علی طبرسی ”مجمع البیان“ میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں زیادتی کے غلط ہونے پر تو اجماع ہے، باقی رہی قرآن میں کمی؟ تو ہمارے اصحاب کی ایک جماعت اور حشویہ عامہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ قرآن میں تبدیلی اور کمی ہوئی ہے۔ اور ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے، سید مرتضیٰ نے اس کی تائید کی ہے۔ اور اس پر بھرپور کلام کیا ہے۔“

اس کے بعد مصنف تفسیر صافی نے قرآن کے صحیح سالم محفوظ ہونے پر سید مرتضیٰ کی دلیل پیش کر کے اسے رد کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کا سامان جہاں مومنین کی طرف سے بہت کچھ تھا، وہاں منافقوں اور وصیت کے تبدیل کرنے والوں کی طرف سے اس کی تحریف و تبدیلی کا سامان اس سے بڑھ کر تھا، اور قرآن کا حفظ اور ضبط شدید تحریف کے بعد ہوا، پھر تحریف اصل قرآن میں نہیں ہوئی، وہ تو ائمہ کے پاس محفوظ ہے، محرف قرآن تو وہ ہے جو تبدیل کرنے والوں نے اپنے پیروؤں کے سامنے ظاہر کیا۔

شیعہ اکابر کی بے شمار عبارتوں میں سے یہاں چند عبارتوں پر اکتفا کرتا ہوں، ان تصریحات سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

الف:..... شیعہ حضرات دو ہزار سے زائد روایات ائمہ معصومین کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ موجودہ قرآن اصل قرآن نہیں، اصل قرآن وہ تھا جو حضرت علی نے جمع کیا تھا،

جس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں، وہ قرآن صحابہؓ نے قبول نہیں کیا، وہ ائمہ کے پاس محفوظ رہا، اب امام غائب کے پاس ہے، اور جب تک ان کا ظہور نہیں ہوتا دنیا اسکی زیارت سے محروم رہے گی۔

ب :..... یہ روایات جو تحریف قرآن کے سلسلہ میں معصوم اماموں سے مروی ہیں معناً متواتر ہیں اور ان کا تواتر روایات امامت کے تواتر سے کسی طرح کم نہیں، اگر ان روایات سے قرآن کی تحریف ثابت نہیں ہوتی تو مسئلہ امامت بھی ثابت نہیں ہوتا، بلکہ پھر سرے سے ائمہ معصومین کی طرف منسوب کی گئی روایات ہی ناقابل اعتماد ثابت ہوتی ہیں جو شیعہ مذہب کی بنیاد و اساس ہیں۔

ج :..... چونکہ ائمہ معصومین سے تواتر کے ساتھ تحریف قرآن ثابت ہے اور ان کے مقابل ایک روایت بھی امام معصوم کی نہیں جس کا مفاد یہ ہو کہ قرآن میں کبھی کوئی تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی اسلئے تمام متقدمین شیعہ تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتے تھے، مثلاً ثقۃ الاسلام شیخ کلینی، ان کے شیخ قمی، شیخ احمد طبرسی وغیرہ۔ شیعہ علمأ میں چار بزرگوں نے تحریف کا انکار کیا ہے۔ مگر ان کے ہاتھ ائمہ معصومین کی کوئی روایت نہیں، اس لئے شیعہ علمأ نے ان کے استدلال کو رد کیا ہے، غالباً اپنے ائمہ معصومین کے ارشاد کے خلاف ان بزرگوں کا عقیدہ تقیہ پر مبنی ہوگا، ورنہ ائمہ معصومین کے خلاف صدق دل سے کوئی عقیدہ رکھتا ہے؟

(۷)..... شیعہ مذہب کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک زندیق کا ایک طویل مکالمہ مذکور ہے، جس کا کچھ حصہ تفسیر صافی کے مقدمہ سادسہ میں بھی نقل کیا گیا ہے، وہ زندیق قرآن کریم پر اعتراضات کرتا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ اعتراضات اس وجہ سے پیدا ہوئے کہ منافقوں نے قرآن کریم میں تحریف کر ڈالی، اور قرآن کریم میں ایسے مضامین بھر دئے جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہو سکیں:

”ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عما لايعلمون تاويله الى جمعه وتاليفه وتضمينه من تلقائهم مايقيمون به دعائم كفرهم“۔

(تفسیر صافی ص ۳۰، ج ۱)

ترجمہ: ”پھر جب ان کے سامنے ایسے مسائل آئے جن کی تاویل

کو وہ نہیں جانتے تھے تو یہ لوگ قرآن کی جمع و تالیف پر مجبور ہوئے، اورانھوں نے قرآن میں اپنی طرف سے ایسے مضامین بھر دئے جن سے وہ کفر کے ستونوں کو قائم کر سکیں-"

(۸)....اسی مکالمہ کے آخر میں حضرت علیؓ اس زندیق کو فرماتے ہیں :

"ولوعلم المنافقون لعنهم الله ماعليهم من ترك هذه الايات التى بينت لك تاويلها لاسقطوا مع مااسقطوامنه-" (ص ۳۱-ج۱)

ترجمہ :"جو آیات منافقوں نے قرآن مجید میں رہنے دی ہیں جن کی تاویل میں تیرے سامنے بیان کر چکا ہوں-اگر ان لوگوں کو علم ہو تا کہ یہ آیات بھی ان کے خلاف ہیں تو جہاں قرآن کی باقی آیات کو انھوں نے ساقط کر دیا تھا وہاں ان کو بھی حذف کر دیتے-"

(۹)....اسی مکالمہ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ صرف ایک مقام سے تہائی قرآن حذف کر دیا گیا-

"یعنی سورۂ نسأ کی آیت "وان خفتم الاتقسطوا فى اليتمىٰ فانكحوا ماطاب لكم من النساء" میں "اليتمى" اور "فانكحوا" کے درمیان سے تہائی قرآن اڑا دیا گیا، جس کی وجہ سے مضمون گڑبڑ ہو گیا-" (ص ۳۱)

(۱۰)....اسی مکالمہ کے آخر میں حضرت علی فرماتے ہیں :

"ولوشرحت لك كل مااسقط وحرف وبدل مما يجرى هذا المجرىٰ لطال و ظهر ماتحظر التقية اظهاره من مناقب الاولياء ومثالب الاعداء-" (ص ۳۲)

ترجمہ :"اولیأ کے جو مناقب اور دشمنوں کے جو عیوب قرآن سے نکال دئے گئے ہیں اور قرآن میں جو جو تحریفیں اور تبدیلیاں کی گئی ہیں اگر ان سب امور کی تشریح کروں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی- اور وہ بات ظاہر ہو جائے گی جس کے اظہار سے تقیہ مانع ہے-"

میں نے شیعہ کتب کے بے شمار حوالوں میں سے یہاں صرف دس حوالے نقل کرنے

پر اکتفا کیا ہے، جن سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں :

الف :.... شیعہ لٹریچر کے مطابق ائمہ معصومین کا عقیدہ یہ تھا کہ موجودہ قرآن اصل قرآن نہیں -اصل قرآن امام غائب کے پاس محفوظ ہے- موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے- اور منافقوں نے اس میں کمی بیشی اور ادل بدل کر دی ہے، اور یہ کہ موجودہ قرآن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں-

ب :.... تحریف قرآن پر ائمہ معصومین کے ارشادات متواتر ہیں اور ان کا تواتر مسئلہ امامت کی روایات سے کسی طرح کم نہیں، اب اگر ان متواتر اقوال سے قرآن کی تحریف ثابت نہیں ہوتی تو شیعہ مذہب کا مسئلہ امامت بھی ثابت نہیں ہو سکتا؟ بلکہ شیعہ روایات سے یکسر اعتماد اٹھ جاتا ہے-

ج :.... متقدمین شیعہ اپنے ائمہ معصومین کے عقیدے کے مطابق یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ موجودہ قرآن منافقوں کا جمع کیا ہوا ہے، یہ اصل قرآن نہیں، بلکہ اصل قرآن امام غائب کے پاس ہے، جو حضرت علی نے جمع کیا تھا، اور جس کی زیارت کسی شیعہ کو آج تک نصیب نہیں ہوئی-

د :.... صاحب تفسیر صافی نے صرف چار شیعہ علمأ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ موجودہ قرآن کو صحیح سمجھتے تھے اور اس پر ایمان رکھتے تھے وہ چار حضرات یہ ہیں :

(۱) شیخ ابو علی طبرسی صاحب مجمع البیان-
(۲) شیخ سید مرتضٰی-
(۳) شیخ صدوق محمد بن علی بن بابو یہ قمی-
(۴) شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی- (تفسیر صافی ج اول ص ۳۴ تا ۳۶)

لیکن ان صاحبوں نے اپنے عقیدے پر ائمہ معصومین کی کوئی روایت پیش نہیں کی، بلکہ قرآن کریم کے صحیح ہونے پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے بعد تمام مسلمان قرآن پڑھتے اور حفظ کرتے تھے، صحابہ کرامؓ نے حفاظت قرآن کے لئے خاص اہتمام کئے تھے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی متواتر کتاب میں تحریف ہو جائے؟ لیکن علمائے شیعہ نے اس استدلال کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے، کہ صحابہؓ تو سب کے سب سوائے

معدودے چند آدمیوں کے دین سے منحرف ہوگئے تھے، وہی قرآن میں تحریف کے مرتکب ہوئے، اور حفظ وغیرہ کا اہتمام تحریف ہوچکنے کے بعد شروع ہوا۔

(دیکھئے تفسیر صافی ص ۳۵-ج ا)

ان چار صاحبوں کا عقیدہ چونکہ ائمہ معصومین کے عقیدہ کے خلاف ہے اس لئے کوئی شیعہ ان کی تقلید نہیں کر سکتا، اور چونکہ یہ بزرگ بھی ائمہ معصومین کے خلاف عقیدہ نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے ان کا ایمان بالقرآن کا دعویٰ بھی تقیہ پر محمول ہے۔ یعنی عقیدہ تو ان کا بھی وہی تھا جو ائمہ معصومین کے متواتر ارشادات سے ثابت ہے۔ مگر محض ظاہرداری کے طور پر یہ حضرات موجودہ قرآن کے اصل قرآن ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور ان حضرات کا یہ کہنا کہ "ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب یہی ہے" اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ عقیدہ تو ائمہ معصومین کی تعلیم کے مطابق تحریف قرآن کا رکھو، مگر ظاہرداری کے طور پر تقیہ کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کرتے رہو کہ ہم موجودہ قرآن کو اصل قرآن سمجھتے ہیں، کیونکہ تقیہ شیعہ مذہب کا رکن اعظم ہے، اور دین کے نو حصے صرف تقیہ میں ہیں۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی باب ۹۷ ص ۲۴۰)

۱۳:..... مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی تھی جو شیعہ کتب میں نہ ہو۔ سائلان کا یہ دعویٰ کہ وہ موجودہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور اصل قرآن امام غائب کے پاس نہیں مانتے یہ دعویٰ بھی تقیہ کی بنا پر ہو سکتا ہے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے ائمہ معصومین کے دوہزار سے زائد ارشادات سے انحراف کریں اور پھر شیعہ بھی رہیں، بہر حال اگر ان کا یہ دعویٰ تقیہ پر مبنی نہیں تو عدالت میں لکھ کر دیدیں کہ وہ ان تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل تھے یا ہیں اور اس تمام لٹریچر کو بھی غلط اور لائق ضبط سمجھتے ہیں جن میں تحریف قرآن کا نظریہ درج کیا گیا ہے۔ اگر سائلان ایسی تحریر لکھ دیں تو میں عام رسالوں اور اخباروں میں شائع کردوں گا کہ میں نے موجودہ شیعوں کی طرف تحریف قرآن کا جو عقیدہ منسوب کیا وہ غلط تھا، شیعہ حضرات اب تحریف قرآن کے قائل نہیں، بلکہ وہ ایسے لوگوں سے بری اور بیزار ہیں جو تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتے ہوں، یا رکھتے تھے۔

۱۴:..... شاید خیال ہو کہ متقدمین شیعہ تو تحریف قرآن کے قائل ہوں گے، اور اپنے ائمہ معصومین کی ہدایت و تعلیم کے مطابق اصل قرآن کو امام غائب کے پاس مانتے

ہوں گے، مگر موجودہ زمانے کے شیعوں نے اپنا عقیدہ عام مسلمانوں کے مطابق بنالیا ہو گا، مگر یہ خیال صحیح نہیں، بلکہ موجودہ دور کے شیعہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن محرف ومبدل ہے، اصل قرآن امام غائب کے ساتھ پوشیدہ ہے-جب وہ ظاہر ہونگے تو اصل قرآن بھی ظاہر ہوگا،اس کے لئے میں حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی کے ترجمہ سے صرف ایک شہادت پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں-کیونکہ یہ ترجمہ موجودہ دور کے شیعہ حضرات کا مسلمہ ہے- اوراس پر موجودہ دور کے مندرجہ ذیل بڑے بڑے مجتہدین کی تصدیقیں ثبت ہیں-:

(۱) مجتہد العصر والزمان سید نجم الحسن صاحب-

(۲) مجتہد العصر والزمان سید ظہور حسین صاحب-

(۳) مجتہد العصر والزمان سید یوسف حسین صاحب-

(۴) مجتہد العصر جناب سید سبط نبی صاحب-

(۵) مجتہد العصر والزمان سید محمد باقر صاحب رضوی-

(۶) مجتہد العصر سید محمد ہادی رضوی صاحب-

(۷) سرکار شریعت مدار سید آقا حسن صاحب-

(۸) مجتہد العصر والزمان سید ناصر حسین صاحب-

(۹) مجتہد العصر والزمان سید علی الحائری صاحب-

(۱۰) مجتہد اعظم ہندوپاک سید احمد علی صاحب-

(۱۱) مجتہد العصر سید کلب حسین صاحب-

(۱۲) شمس الواعظین، خطیب سید محمد دہلوی صاحب-

یہ وہ مجتہدین ہیں جنہوں نے ترجمہ مقبول کو ائمہ اہل بیت کی تفسیر کے مطابق قرار دیاہے- حکیم سید مقبول احمد صاحب بارہویں پارے کے آخری رکوع کی آیت "فيه يغاث الناس وفيه يعصرون" پر تفسیری نوٹ میں لکھتے ہیں:

> "تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی "ثم يأتى من بعد ذالك عام فيه يغاث الناس وفيه

یعصرون-" یعنی یعصرون کو معروف پڑھا (جیسا کہ آپ موجودہ قرآن شریف میں دیکھتے ہیں) حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر: وہ کیا نچوڑیں گے، آیا خمر نچوڑیں گے، اس شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنین پھر میں اسے کیونکر پڑھوں-فرمایا-خدا نے تو یوں نازل فرمائی ہے: ثم یأتی من بعد ذالك عام فیه یغاث الناس وفیه یعصرون-یعنی یعصرون کو مجہول بتلایا جس کے معنی ہیں یہ فرمایا کہ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائیگا، اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے "وانزلنا من المعصرات مآء ثجاجا"- (اور ہم نے بدلیوں سے موسلادھار پانی اتارا)

(قول مترجم) معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خور خلفاؑ کی خاطر یُعصَرون کو یَعصِرون سے بدل کر معنی کو زیروزبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کی معرفت آسان کردی- ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کردیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو- ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کردو، قرآن مجید کو اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر علیہ السلام کا حق ہے، اور انہی کے وقت میں حسب تنزیل خدائے تعالیٰ پڑھا جائیگا"-

۱۵:.... ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ میں نے اپنی تحریر میں جو کچھ لکھا تھا ائمہ معصومین سے لیکر موجودہ دور کے حضرات شیعہ تک وہی سب کا عقیدہ ہے، کہ موجودہ قرآن اصل قرآن نہیں-بلکہ یہ محرف ومبدل ہے، اصل قرآن قائم آل محمد، امام غائب صاحب العصر حضرت مہدی کے پاس ہے، وہ جب تشریف لائیں گے تب ان کے زمانے میں قرآن اپنی اصلی حالت میں ماانزل اللہ کے مطابق پڑھا جائیگا- بہر حال میں نے جو کچھ لکھا ہے شیعہ کتب کے مطابق لکھا ہے-

اگر سائلان میری تحریر پر معترض ہیں تو اسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ معصومین

کے متواتر ارشادات اوراپنے مذہب کے لٹریچر سے ناواقف ہیں، یا وہ ازراہ تقیہ اپنے ائمہ معصومین اوراپنے مجتہدین کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کررہے ہیں، مجھے اپنے اس دعوے پر اصرار ہے کہ شیعوں کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں-بلکہ وہ اسے تحریف شدہ سمجھتے ہیں، اگر سائلان میرے دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں تو اسکی آسان صورت یہ ہے کہ وہ عدالت میں یہ تحریر لکھ دیں کہ وہ ان تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل تھے یا قائل ہیں-

جن رسالوں میں میری تحریر شائع ہوئی ہے سائلان نے عدالت سے ضبط کرنے کی گزارش کی ہے، میرے خیال میں سائلان کو اس کے بجائے عدالت سے یہ درخواست کرنی چاہیے کہ وہ تمام شیعہ لٹریچر ضبط کیا جائے جس میں موجودہ قرآن کو تحریف شدہ بتلایا گیا ہے، جس میں حافظین قرآن صحابہ کرامؓ کو منافق، مرتد اور شراب خور کہا گیا ہے اور جس میں قرآن پر سے مسلمانوں کا ایمان متزلزل کرانے کے لئے ائمہ معصومین کو تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے والے بتایا گیا ہے، اوران کی طرف دو ہزار سے زیادہ من گھڑت روایتیں منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے، اگر تحریف قرآن کا عقیدہ کسی مسلمان کی طرف منسوب کرنا جرم ہے، اور جس تحریر میں اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو وہ لائق ضبط ہے تو اس کا سب سے بہتر مصداق شیعہ لٹریچر ہے، نہ کہ وہ تحریر جو شیعہ لٹریچر کے اس جرم کی نشاندہی کرتی ہے-

☆